سے یہ فرماتے ہیں کہ قائد اعظم کے تصورِ پاکستان کے مطابق اسلامی مملکت پاکستان ایک مثالی سیکولر مملکت کے محاسن کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے (ص ۲۵)۔ یہ بات کچھ مبہم سی معلوم ہوتی ہے۔

سیاسی پارٹیوں پر بحث کے ضمن میں انہوں نے جماعت اسلامی کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ آپ نے جماعت اسلامی کے خلاف اسی پرانے الزام کو دُہرایا ہے کہ جماعت نے پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ اگر اسلام کے تصورِ قومیت کو پاکستان کی اساس قرار دیا جائے تو بلاشُبہ جماعت اسلامی اس اساس کی تعمیر کرنے والی ہے۔ پھر جناب صفدر محمود صاحب کو جماعت اسلامی سے یہ بھی گلہ ہے کہ اس نے رکنیت کے لیے بہت بلند معیار قائم کر رکھا ہے (ص ۳۳۱) حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت کی رکنیت کے لیے اس نے انہی شرائط کو پیش نظر رکھا ہے جو شارح علیہ السّلام نے ایک مسلمان کے لیے کم سے کم اوصاف قرار دیتے ہیں۔ ان چند جزوی اختلافات کے باوجود یہ کتاب بڑی معلومات افزا اور قابلِ قدر ہے خصوصًا اس کا پانچواں باب جو طویل ترین ہے، اس میں نہ صرف اُن اسباب کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی وجہ سے مشرقی پاکستان، مغربی پاکستان سے الگ ہُوا بلکہ مغربی پاکستان میں اُبھرنے والے خطرات سے قوم کو آگاہ کیا ہے۔ فاضل مصنف نے ہمیں بتایا ہے کہ کس منصوبہ بندی کے ساتھ بمبئی سے درآمدہ لٹریچر سندھ اور بلوچستان میں تقسیم ہو رہا ہے اور روس صوبہ سرحد اور بلوچستان کے بعض قبائل سے تعلقات پیدا کر کے اُن سے کس قسم کے کام لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اِن ساری باتوں کا ذکر کرنے کے بعد فاضل مصنف یہ نتیجہ اخذ کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ بھارت اور روس اور اسی طرح کے دوسرے استعمار پسند ممالک کی تخریبی کارروائیوں کا اگلا نشانہ اب مغربی پاکستان ہے۔

نہمتیں چند از جناب ابوطاہر صاحب۔ شائع کردہ: لاہور اکیڈمی ۲۰۵ سرکلر روڈ لاہور۔ صفحات ۲۷۲
قیمت: آٹھ روپے۔

اردو ادب کا بیشتر حصّہ سنجیدہ تخلیقات پر مشتمل ہے۔ طنز و مزاح کا حصہ اس میں بہت کم ہے۔ معدودے چند ادباء ایسے ہیں جنھوں نے ادب کی اس صنف میں قلم کے جوہر دکھاتے ہیں۔ اس میدان میں جناب ابوطاہر صاحب کی کامیاب کاوش جو "نہمتیں چند" کی صورت میں ہمارے سامنے ہے، ہر لحاظ سے قابلِ ستائش ہے۔ فاضل مصنف نے ہماری معاشرتی زندگی کے تضادات اور اُلجھے ہوئے مسائل کو بڑی فنی مہارت کے ساتھ اس طرح اُبھارا ہے کہ انہیں دیکھ کر نہ تو ہمارے ماتھے پر شکن نمودار ہوتے ہیں اور نہ ہماری نبضیں